پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
قرۃ العین خرم ہاشمی

چاول دم پہ لگا کر' ثانیہ سنک میں جمع برتنوں کی طرف متوجہ ہوئی۔ تیزی سے ہاتھ چلاتی وہ باقی رہ جانے والے کاموں کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ ساس (فرحت ممانی) کے لیے روٹی بنانی تھی۔ وہ چاول شوق سے نہیں کھاتی تھیں۔ رافعہ (نند) بھی کالج سے واپس آنے والی تھی اس کے لیے مینگو اسکواش بنا کر رکھنا تھا۔ سسر (آفتاب ماموں) اور عامر (شوہر) دوپہر کے کھانے پہ گھر ضرور آتے تھے۔

عامر ایک نجی بینک میں اچھی پوسٹ پہ تھا جبکہ آفتاب ماموں کا اپنا ذاتی کاروبار تھا۔ جسے وہ اپنے بڑے بیٹے ثاقب کے ساتھ مل کر چلاتے تھے۔ ثاقب اپنی نخریلی بیوی اور چار بچوں کے ساتھ الگ گھر میں رہتا تھا۔ اس کی بیوی سمیتہ کی اپنی ساس سے کبھی نہیں بنی تھی۔ اس لیے عامر کی شادی سے کچھ عرصہ پہلے وہ الگ ہو گئی تھی۔

ڈیڑھ سالہ وانیہ کو ساس کے پاس بٹھا کر ثانیہ دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی۔ یونہی اپنی سوچوں میں الجھی' برتن دھوتی ثانیہ کے چہرے پہ یک دم ہی پانی کے چھینٹے پڑے تو وہ بری طرح سے چونک کر کھڑکی کی طرف متوجہ ہوئی۔ جہاں سے تیز ٹھنڈی ہوا کے ساتھ بارش کی پھوار اس کے چہرے پہ پڑ رہی تھی۔ برتن دھوتے ثانیہ کے ہاتھ کچھ لمحوں کے لیے رک گئے۔ بھیگی مٹی کی سوندھی خوشبو نے ذہن کو نئی تازگی بخشی تھی۔ مسلسل کاموں کے بوجھ سے تھکے اعصاب ایک دم سے ہی پرسکون ہو گئے تھے۔ بارش کی پھوار اور مٹی سے اٹھتی مسحور کر دینے والی خوشبو نے موڈ خوش گوار کر دیا تھا۔

آج کتنے دنوں کے بعد بارش کی آواز سنی ہے؟ بارش کا بھیگا لمس محسوس کیا ہے؟ آج کتنے دنوں بعد کچی مٹی کی خوشبو نے پھر سے من کا آنگن مہکا دیا ہے!

ثانیہ کے ہونٹوں پہ نرم سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ ذہن کے دریچوں میں یاد کی ہوا اٹکھیلیاں کرتی اپنی مستی میں تھی اور ہوا کی شرارت سے ماضی کی کھڑکیاں کھلنے اور بند ہونے لگیں تھیں۔ ثانیہ کا دل شدت سے چاہا کہ سب کام اسی طرح ادھورے چھوڑ چھاڑ کر کسی پرسکون گوشے میں بیٹھ کر ماضی کی طرف کھلنے والی کھڑکیاں کھول کر اپنے بیتے روز و شب کو دیکھے۔ وہ وقت تھا تو اسے کتنا مشکل اور تکلیف دہ لگتا تھا' مگر آج جب یہ وقت ہے تو اس وقت کو دہرانے اور یاد کرنے کو دل بے قرار ہو رہا تھا۔ سچ ہے کہ انسان کسی حال میں مطمئن نہیں ہوتا ہے۔ ثانیہ اپنے دل میں امڈتی خواہش کو دباتی' سر جھٹکتی اپنے کام نمٹانے لگی' مگر اس کی خاموشی اور گم صم انداز عامر کی نظروں سے بھی پوشیدہ نہیں رہ سکے تھے' مگر واپس آفس جانے کی جلدی میں اسے پوچھنے کا وقت ہی نہیں ملا۔

سب کاموں سے فارغ ہو کر جب ثانیہ' وانیہ کو لیے اپنے کمرے میں آرام کرنے کی غرض سے لیٹی تو سب کچھ بھلائے' کچھ سال پہلے کے شب و روز میں جا پہنچی جہاں اس کی یتیمی تھی' اپنوں کے سخت اور غیر منصفانہ رویوں کا دکھ اور چبھن تھی۔ جہاں اس کے خوابوں کا ایک جہاں آباد تھا۔ جہاں اس کے عزیز از جان نانی اماں تھیں اور جہاں اس کی پہلی اور نوخیز محبت کی شروعات ہوئی تھی۔

شاید محبت کے لیے لفظ پہلا یا آخری نہیں بنا ہے۔

محبت اعداد و شمار' جمع تفریق' حساب اور قاعدے سے الگ ہوتی ہے۔

☆ ☆ ☆

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ثانیہ! دھوپ تیز ہو گئی ہے۔ جلدی سے کپڑے اتار لو۔ صبح کے دھو کر ڈالے ہوئے ہیں۔"

نانی اماں نے ٹی وی میں گم ثانیہ کے پاس آتے ہوئے کہا تھا۔ آج ثانیہ نے کالج سے چھٹی کی تھی اسی لیے ہفتے بھر کے رکے ہوئے سب کام نمٹا لیے تھے۔ اپنے اور نانی اماں کے کپڑے صبح ناشتے کے بعد ہی دھو کر چھت پہ سوکھنے کے لیے ڈال آئی تھی سب کاموں سے فارغ ہو کر اپنے اور نانی اماں کے مشترکہ کمرے میں موجود چھوٹے اور پرانے ٹی وی پہ ڈرامہ دیکھنے میں مگن تھی' جب نانی اماں نے نیا حکم صادر کر دیا۔ انہیں ویسے بھی ثانیہ کا فارغ بیٹھنا پسند نہیں تھا۔

"اچھا نانی اماں کچھ دیر میں اتار لوں گی۔ ابھی گرمی بہت ہے۔"

ثانیہ نے سستی سے کہا تھا مگر نانی اماں نے اس کی ایک نہ سنی اور اسے بھیج کر ہی دم لیا۔ کچھ دیر بعد ثانیہ سرخ ہوتے چہرے اور پھولی سانسوں کے ساتھ دھپ دھپ قدم مارتی کمرے کے اندر داخل ہوئی اور ہاتھ میں پکڑا کپڑوں کا ڈھیر بیڈ پہ پھینک دیا۔

"لے آئی ہوں آپ کے اعلا اور نفیس کپڑے۔ مجھ سے تو اچھے ہی ہیں' کم از کم ان کی فکر اور خیال تو آپ کو رہتا ہے۔"

ثانیہ نے منہ بناتے ہوئے شکوہ کیا تھا۔ نانی اماں مسکراتے ہوئے کپڑوں کو ہاتھ لگا کر دیکھنے لگیں۔ سب سوکھ چکے تھے۔

"بے وقوف ہو تم' بھلا ان بے جان چیزوں کا مقابلہ میری ہستی بولتی' لڑتی جھگڑتی بیٹا سے کیسے ہو سکتا ہے۔"

نانی اماں موڈ میں ہوتیں تو اسی طرح اس کو پکارتی تھیں۔ ثانیہ نے اونہہ کہہ کر منہ پھیر لیا۔

"اچھا موڈ ٹھیک کرو اپنا۔ اب شام تک کوئی کام نہیں کہوں گی۔ جو دل چاہے کرو۔"

نانی اماں نے اسے میٹھی گولی دینے کی کوشش کی تھی جیسے وہ بچی ہو جو فوراً اس کے لالچ میں آجائے گی۔

"سب کام تو ختم کر دیے ہیں۔ شام کی چائے تک ویسے ہی کام نہیں ہوتا ہے۔ آپ آرام سے لیٹ جائیں میں خود سب کپڑے تہہ کر لوں گی۔"

ثانیہ لاکھ منہ بناتی' مگر یہ بھی سچ تھا کہ نانی اماں میں اس کی جان تھی۔ ابھی بھی بوڑھے اور کمزور ہاتھوں سے انہیں کپڑے سنبھالتا دیکھ کر فوراً" آگے بڑھی تھی۔ نانی اماں ظہر کی نماز کے بعد سو جاتی تھیں۔

ثانیہ کو کام میں مگن دیکھ کر وہ اپنی جگہ پہ لیٹ گئیں اور تسبیح پڑھنے لگیں۔ آج بڑے سے گھر میں خاموشی کا راج تھا کیونکہ عفت ممانی' طاہر ماموں اور اپنے تینوں بچوں کے ساتھ میکے گئی ہوئی تھیں۔ اس لیے نانی اماں اور ثانیہ کو کافی اچھا وقت گزارنے کا موقع مل گیا تھا۔ دراصل عفت کافی تنگ مزاج تھیں۔ پھر ساس اور اکلوتی نند کی بیٹی کی بھی ذمہ داری ان کے سر آپڑی تھی یہ بات بھی مزاج کو سلگائے رکھتی تھی۔

نانی اماں (رخشندہ بیگم) کی تین اولادیں تھیں۔ طاہر کے بعد آفتاب اور پھر اکلوتی اور لاڈلی بیٹی عروسہ جو کچھ سال پہلے سڑک پہ ہونے والے ایک حادثے میں شوہر سمیت ابدی جدائی کا دکھ دے کر چلی گئی تھیں۔

نانی اماں اپنے بڑے بیٹے طاہر اور بہو عفت کے ساتھ رہتی تھیں۔ اس لیے ثانیہ کو بھی اپنے پاس لے آئی تھیں۔ ان دنوں ثانیہ چھٹی کلاس میں تھی۔ ماں باپ کی اچانک موت اور جدائی نے اسے وقت سے پہلے بڑا اور سمجھ دار کر دیا تھا۔ اس کے ٹوٹے وجود کو نانی اماں نے اپنی شفیق بانہوں میں سمیٹ لیا تھا۔

مگر یہ دنیا ہے' یہاں اپنی اولاد کے لیے محنت مشقت اور جان مارنے والے والدین کسی بھی یتیم کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اچھا تو دور' دو وقت کی روٹی دیتے ہوئے' کئی کئی بار سوچتے ہیں۔ آفتاب ماموں کے چار بچے تھے۔ بڑے ثاقب بھائی' پھر عامر اور سب سے چھوٹی دو بہنیں فرحین جو ثانیہ سے دو سال بڑی تھی اور اس سے چھوٹی رافعہ جو سب کی چہیتی اور لاڈلی تھی۔

طاہر ماموں کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔ بیٹا سب سے چھوٹا تھا۔ بڑی بیٹی ماہین' ثانیہ کی ہم عمر ہی تھی جبکہ رانیہ' ثانیہ سے چند سال چھوٹی تھی۔ ایک گھر اور جگہ پلنے بڑھنے کے باوجود ان لوگوں کی تربیت اور مزاج میں وہ ہی فرق تھا جو اپنے والدین اور بن والدین کے ہونے سے پڑتا تھا۔ ماہین اور رانیہ کو جتنی آزادی تھی' ثانیہ کو وہ نہیں ملتی تھی اور یہ بات ہی اسے چڑچڑا کر دیتی تھی۔ عفت ممانی نے کپڑے دھونے والی بھی لگا رکھی تھی اور صفائی والی بھی' مگر صرف اپنے لیے ثانیہ اپنے اور نانی اماں کے کام خود کرتی تھی۔ بس کھانا مشترکہ ہی ہوتا تھا مگر عفت ممانی کی زیر نگرانی!

"جتنی فکر اور توجہ آپ میری تربیت پہ رکھتی ہیں کبھی ماہین اور رانیہ پہ بھی دے دیا کریں۔ ساری صفائی کر کے جاتی ہے۔ کپڑے دھو کر جاتی ہے۔ اتار کر وہی لاتی ہے۔ اگر ماسی دو دن نہ آئے تو کپڑے چھت پہ ہی پڑے رہتے ہیں اور آپ ہیں کہ تھوڑی دیر بھی صبر نہیں کرتی ہیں۔ جیسے کپڑے دھوپ میں موم کی طرح پگھل جائیں گے۔" ثانیہ نے کپڑے تہہ کرتے ہوئے بڑبڑاہٹ جاری رکھی تھی۔

"ان کی اماں موجود ہے سر پہ! دنیا کو اپنی تربیت کے لیے وہ جواب دہ ہوگی میں نہیں' جبکہ تمہارے معاملے میں ذرا بھی کوتاہی یا کمی بیشی ہوئی تو سب مجھ پہ ہی انگلی اٹھائیں گے۔"

نانی اماں نے اطمینان سے جواب دیتے ہوئے کہا تھا۔

"سچ کہتی ہیں آپ نانی اماں! جن کے والدین سر پہ ہوں' وہ بلند بخت ہوتے ہیں۔"

ثانیہ نے آنکھوں میں پھیلتی نمی کو چھپانے کے لیے ذرا سا رخ موڑ لیا تھا مگر نانی اماں دیکھ چکی تھیں۔

"نہیں بچے ایسا نہیں کہتے۔ کون بلند بخت ہے اور کون بدنصیب اس کا فیصلہ اتنی جلدی نہیں کر لیتے اور خاص کر بچیوں کے نصیب کھرے نکلتے ہیں یا کھوٹے یہ کوئی والدین نہ بتا سکتے ہیں نہ جان سکتے ہیں۔

بیٹیاں تو کچھ عرصے' کچھ وقت تک مہمان ہوتی ہیں اپنے ماں باپ کے گھر میں' چاہے خوشیوں' سکون' ناز نخروں کے ہزاروں رنگوں میں پلی بڑھی ہوں مگر ثانیہ بچے! وقت اور حالات کی تیز اور گرم دھوپ سے یہ سارے رنگ پھیکے پڑنے لگتے ہیں۔ تم ابھی ناسمجھ ہو اس لیے میری باتوں کو نہیں سمجھ سکو گی مگر یہ بات یاد رکھو کہ زندگی میں خوابوں' رنگوں کا ایک وقت' ایک دور سب پہ ضرور آتا ہے مگر عملی زندگی میں خواب سے زیادہ حقیقت کام آتی ہے۔

جیسے تم چڑ رہی تھیں کہ ابھی کپڑے اتار کر لانے کو کیوں کہا؟ اس لیے کہ تیز دھوپ میں رنگ دار کپڑے زیادہ دیر نہیں رکھنے چاہئیں تیز دھوپ میں رنگ پھیکے پڑنے لگتے ہیں' سمجھ داری کا تقاضا یہ ہی ہے کہ رنگ خراب ہونے سے پہلے کپڑے سنبھال لو۔ چلو شاباش یہ سمیٹ لو اور ظہر کی نماز پڑھ لو۔ پھر سستی پڑ جاؤ گی تم۔"

نانی اماں نے آج کے لیے اتنا لیکچر ہی کافی سمجھتے ہوئے بات سمیٹی اور آنکھیں موند لی تھیں جبکہ ثانیہ سمجھی اور ناسمجھی کے درمیان پنڈولم کی طرح جھولتی اپنا کام سمیٹنے لگی۔

نانی اماں کی بھی عجیب ہی منطق ہے بھلا بھی رنگ بھی ایسے پھیکے پڑتے ہیں۔

ثانیہ نے اپنے خوب صورت سبز رنگ کے سوٹ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا تھا اور دھیرے سے مسکرا دی تھی۔

☆ ☆ ☆

"ثانیہ! بریانی کا مسالہ ذرا دھیان سے بنانا کوئی کمی نہ رہ جائے' چاول ٹھیک سے ابال لینا یہ نہ ہو کہ کنی رہ جائے' کچے چاول کون کھائے گا مگر اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ چاول نرم ہی کر دو۔"

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

فرحت ممانی کی بات دار آواز مسلسل اس کے پیچھے پیچھے تھی۔
"ہوتی فکر ہے تو خود آکر کرتا نیں۔ مجھے کب شوق ہے بچی خدمات پیش کرنے کا۔"
صبح سے کام میں چکری ثانیہ نے غصے سے بگولے میں پیچ بلاتے ہوئے خود کلامی کی تھی مگر اسی وقت بیکار اس کر تیزی سے پلٹی تھی۔ عامر فریج سے پانی کی بوتل نکال رہا تھا۔ وہ یقیناً سب سن چکا تھا ثانیہ خفت زدہ ہو کر رخ موڑ گئی۔
"ویسے کہنا تو امی بھی بجا ہی ہیں مگر تم سے اچھا نہیں۔ اور یقین کرو ہم سب تہ دل سے تمہاری خدمات کے قائل ہیں۔ (ویسے دل تو پہلے ہی گھائل ہو چکا ہے)۔"
عامر نے مسکراتے ہوئے آخری فقرہ دل میں کہا تھا اور پانی پی کر باورچی خانے سے باہر نکل گیا۔
"اف! نانی اماں ٹھیک کہتی ہیں مجھے بھی فضول بولنے کی عادت ہے‘ اب کیا سوچتے ہوں گے میرے بارے میں۔"
ثانیہ کو نئی فکر نے آگھیرا تھا اور ایسی فکریں تب ہی پلتی ہیں جب دل میں کسی کا مقام سب سے الگ اور خاص ہوتا ہے۔ ثانیہ اور عامر بھلے زبان سے کہتے نہیں تھے‘ مگر ایک واضح پسندیدگی اور تعلق دونوں ہی محسوس کرتے تھے۔
غیر محسوس طریقے سے عامر ہمیشہ اس کی حمایت لینے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ اپنے گھر میں یا طاہر تایا کے گھر وہ ہر جگہ سب کے سامنے بھی ثانیہ کے ساتھ غلط روا رکھے جانے والے رویئے پہ باقاعدہ احتجاج بھی کرتا تھا اور اکثر ثانیہ کے بہت سے چھوٹے بڑے مسئلے بھی حل کرتا تھا۔ ابھی بھی یہی ہوا ثانیہ کسی کام سے لاؤنج میں گئی تو عامر اپنی ماں کے ساتھ بحث کر رہا تھا۔
"امی! یہ زیادتی ہے۔ آپ باقی سب لڑکیوں کو بھی کام دیں۔ اکیلی ثانیہ ہی لگی ہوئی ہے۔"
"تمہیں یہاں کوئی اور نظر آرہا ہے؟ فرحین تو صبح سے اپنی تیاریوں میں لگی ہوئی ہے‘ آج اس کے سسرال والے تاریخ لینے آرہے ہیں۔ سو طرح کی تیاری کرنی پڑتی ہے‘ ماہین اس کی مدد کروا رہی ہے۔ باقی رانیہ کو کچھ آتا جاتا نہیں ہے اور رافعہ تو ہے ہی بچی! میری روزمی ہڈیوں میں اتنا دم خم نہیں کہ اس دعوت کا انتظام سنبھال سکوں اور تمہاری بھابھی صاحبہ پہلے ہی اپنی خرابی طبیعت کا کہہ کر کمرے سے نکلی ہی نہیں ہیں۔"
فرحت ممانی نے لمبی تقریر جھاڑی تھی۔ عامر جھنجلا کر رہ گیا تھا۔
"عجیب اصول ہیں آپ لوگوں کے! فرحین کے سسرال والے آرہے ہیں تو کچھ کام وہ بھی کرے یہ کیا کہ دوسرے لوگ فضول میں اپنا خون پسینہ ایک کریں اور صلہ کچھ بھی نہیں۔"
"ارے لڑکے! آج کیا ہو گیا ہے تجھے! سب لڑکیاں ہی کام کرتی ہیں میں کون سا روز روز ثانیہ سے کام کرواتی ہوں۔ اب ایسے موقعوں پہ اپنے ہی کام آتے ہیں۔"
فرحت ممانی نے لاپروائی سے کہا تھا۔
"واہ جی! اپنے کام آتے ہیں بس اپنی بیٹیاں کام نہیں آتی ہیں۔"
عامر طنزیہ لہجے میں کہتے ہوئے وہاں سے اٹھ گیا تھا۔
"اسے کیا سمجھ ہے ایسے معاملوں کی۔" فرحت نے اس کی بات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے سوچا تھا اور باقی کے انتظامات دیکھنے کچن کی طرف چل پڑیں۔ جہاں ثانیہ سب کام مکمل کیے ہوئے تھی کچھ دیر کے لیے ہی سہی عفت بیگم دل سے ثانیہ کے طریقے‘ سلیقے اور پھرتی کی قائل ہوئی تھیں۔
جبکہ دوسری طرف ثانیہ ساری تھکن اور کوفت کو بھولے‘ کسی کے اپنی فکر میں جلنے اور تڑپنے پہ زیر لب مسکرا رہی تھی۔ شاید تھکاوٹ‘ کاموں کا بوجھ اور رویوں کی بے حسی کی گرم ہوا جب پوری شدت سے ہمارے اندر بھرنے لگتی ہے تو کسی مہمان‘ کسی اپنے

کے چند نرم‘ اپنائیت بھرے جملوں‘ میٹھے لفظوں تھوڑی سی ستائش اور فکر سے ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے پریشر ککر کی بجھتی سیٹی ہٹا کر سب غبار‘ ساری بھاپ کو باہر نکلنے کا راستہ دیا ہے۔
سارے کام خوش اسلوبی سے انجام پا گئے۔ مہمان ہنسی خوشی تاریخ لے کر رخصت ہوئے ایک بہت بڑا مرحلہ سر ہو گیا تھا۔ ثانیہ بری طرح تھک چکی تھی اور گھر جا کر آرام کرنا چاہتی تھی‘ مگر ابھی ڈرائنگ روم میں سب بڑوں کی محفل جمی ہوئی تھی۔ ماہین‘ رانیہ اور رافعہ‘ فرحین کے کمرے میں موجود ہنسی مذاق کر رہی تھیں۔ عامر نے پوری دعوت میں اس بات کا خیال رکھا تھا کہ ثانیہ کے ساتھ باقی لڑکیاں بھی اندر باہر کے چکر لگائیں‘ مگر وہ چاہنے کے باوجود کسی کو زبردستی مجبور نہیں کر سکتا تھا۔ اسی لیے جو اس سے ممکن ہوا کرتا رہا۔ چائے‘ کھانے کے وقت اسے بھی سب کے ساتھ شامل کیا۔ ثانیہ کے لیے یہی بہت تھا کہ کسی کو اس کا خیال ہے۔ اسی لیے تھکن کے باوجود اس کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی اور رات کو گھر واپسی کے وقت بھی یہ مسکراہٹ لبوں سے چپکی رہی۔ نانی اماں اس مسکراہٹ میں پوشیدہ خوشی کے راز سے واقف تھیں۔ اور وہ بھی دل سے یہ ۔ چاہتی تھیں‘ مگر ثانیہ کی خوشی اور ان کی چاہت پوری ہونے کے درمیان ابھی بہت کچھ حائل تھا۔
آنگن میں لگے شہتوت کے درخت پہ چڑیوں نے شور مچا رکھا تھا‘ مگر تیز بارش نے سب آوازوں کو خود میں چھپا لیا تھا۔ بارش کا شور تھا۔ چھتوں سے ٹپکتا پانی‘ زمین میں مل رہا تھا۔ ثانیہ بارش کی دیوانی تھی۔ ابھی بھی سب کچھ بھلائے بارش میں بھیگ رہی تھی۔ کچھ دیر پہلے تک ماہین اور رانیہ بھی بارش کے مزے لے رہی تھیں مگر پھر جلدی ہی اکتا کر اندر چلی گئیں تھیں۔ ثانیہ پتوں میں چھپے‘ شاخوں سے ٹپکے میٹھے شہتوت چننے میں مگن تھی جب نانی اماں نے برآمدے میں کھڑے ہو کر اسے پکارا تھا۔
"ثانیہ! مغرب ہونے والی ہے۔ اب بس بھی کر دو۔ آکر کپڑے تبدیل کرو۔ بھیگی بلی لگ رہی ہو۔"
نانی اماں نے مسکراتے ہوئے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا تو ثانیہ ہنستے ہوئے ان کی طرف آ گئی۔
"پیاری اماں! آپ بہت اچھی ہیں۔" ثانیہ نے پاس آکر شرارت سے ان کے گلے لگتے ہوئے کہا تو وہ اس کی شرارت سمجھ گئی تھیں۔ اسی لیے اس کے سر پہ ہلکی سی چپت لگاتے ہوئے بولی تھیں۔
"پیچھے ہٹ پگلی! اپنے ساتھ ساتھ میرے بھی کپڑے خراب کرنا چاہتی ہے۔ سب سمجھتی ہوں تیرے انداز‘ آج ایسے ہی پیار نہیں آرہا ہے۔"
"جی نانی اماں! آپ بہت سمجھدار ہیں۔ پلیز حمزہ سے کہہ کر مجھے جلیبی اور سموسے منگوا دیں‘ میں نے کہا تو عفت ممانی برا مانیں گی۔"
ثانیہ نے اصل بات کی طرف آتے ہوئے کہا تھا۔ حمزہ دسویں کلاس میں پڑھتا تھا۔ ثانیہ کی اس سے دوستی بہت تھی‘ مگر عفت ممانی کے مزاج کا پتا نہیں چلتا تھا۔ انہیں ہر بات پر اعتراض ہوتا تھا۔
"عفت کا موڈ آج صبح سے خراب ہے بجلی کا بل دیکھ کر‘ مگر وہ بھی کیا کرے‘ اتنی مہنگائی اور خرچے! حمزہ کو رہنے دو۔ میں تمہیں سوجی کا حلوہ بنا دیتی ہوں۔"
نانی اماں نے اس کی پسندیدہ چیز کا نام لیا تھا‘ مگر ثانیہ بددل ہو کر بولی۔
"رہنے دیں نانی اماں! عفت ممانی کا مزاج ایسا ہی رہتا ہے اور ہم کون سا اے سی چلاتے ہیں‘ کولر ضرور چلتا ہے مگر وہ بھی مخصوص وقت میں۔ اے سی میں تو وہ لوگ مزے کرتے ہیں اور آپ حلوہ بنائیں گی تو اس پہ بھی اعتراض ہو سکتا ہے۔ میں کپڑے تبدیل کر کے چائے بناتی ہوں۔ بسکٹ کا ایک پیکٹ ہے میرے پاس دونوں اسی پہ عیش کرتے ہیں۔"
ثانیہ نے ماحول کی تلخی کو کم کرنے کے لیے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا تھا۔ کچھ دیر بعد دونوں چائے پیتے ہوئے ماضی کے قصے دہرا رہی تھیں۔
نانی اماں اپنے دور کے قصے مزے لے لے کر سنا رہی تھیں۔ بچپن اور جوانی کی کتنی بارشیں آج

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

بھی ان کی یادداشت میں مسلسل برستی دستک دیتی رہتی تھیں۔ اسی وقت دروازے پہ کھٹکا ہوا۔ ثانیہ نے چونک کر دیکھا تو عامر اندر داخل ہو رہا تھا۔ نانی اماں کو سلام کر کے اس نے ہاتھ میں پکڑا شاپر ثانیہ کی طرف بڑھایا تھا۔

"میں یہاں سے گزر رہا تھا تو سوچا موسم اچھا ہے۔ جلیبی اور سموسے کے ساتھ تمہارے ہاتھ کی بنی چائے کا لطف اٹھاتے ہیں، مگر مجھے لگتا ہے کہ میں لیٹ ہو گیا ہوں۔"

عامر نے ٹرے میں رکھے چائے کے خالی کپ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں عامر بیٹا! تم بیٹھو۔ ثانیہ ابھی چائے بنا کر لے آتی ہے۔"

نانی اماں کے چہرے پہ بہت زندہ مسکراہٹ تھی۔ ثانیہ جھینپتی ہوئی وہاں سے اٹھ گئی۔ شام گہری ہو چکی تھی مگر حیرت کی بات تھی کہ بارش کے بعد قوس قزح اب پھیلی تھی مگر دل کے آسمان پر، آنکھوں کی شفاف سطح پہ محبت کے ہزاروں رنگ قوس و قزح میں ڈھل کر بکھر چکے تھے۔

☆ ☆ ☆

فرحین کی شادی قریب آئی تو نانی سمیت سب لڑکیوں کا بسیرا آفتاب ماموں کے گھر ہو گیا۔ نانی اماں کی مختلف ہدایتوں اور نصیحتوں کا پنڈورا بکس ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ فرحت ممانی کے مزاج میں عفت ممانی کی طرح تلخی نہیں تھی بلکہ اکثر ثانیہ کا احساس بھی کر جاتی تھیں مگر ایسا کم کم ہی ہوتا تھا۔ آج بھی ایسا ہی ہوا۔ عفت ممانی حسب معمول اور عادت اپنے مزاج کی تلخی نکال رہی تھیں۔ فرحت ممانی پہلے تو نظر انداز کرتی رہیں پھر وہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگیں۔ گفتگو کا موضوع نانی اماں کی تربیت اور ثانیہ تھی۔ شومئی قسمت عامر بھی اس وقت وہاں موجود تھا۔ پھر کیا تھا، عفت ممانی کی ہر بات کا بہت نرمی اور ذو معنی لہجے میں جواب دینے لگا۔ فرحت ممانی نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح یا تو موضوع بدل دیں یا عامر ہی اٹھ کر چلا جائے، مگر دونوں ہی باتیں ممکن نہیں ہوئیں۔ نتیجتاً" عفت ممانی غصے سے بھری وہاں سے واک آؤٹ کر گئیں مگر جاتے جاتے طنز ضرور کر گئیں۔

"فرحت اپنے بیٹے پہ نظر رکھو! مجھے تو یہ کوئی اور ہی چکر لگ رہا ہے۔"

ان کے جاتے ہی فرحت ممانی عامر پہ برس پڑیں۔

"تمہیں کیا ضرورت ہے ہر بات میں ٹانگ اڑانے کی، خواتین کی باتوں میں مردوں کا کیا کام۔ اب کیا سوچے گی عفت میں نے کیسی تربیت کی ہے تمہاری۔"

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کسی کے کچھ بھی سوچنے، سمجھنے سے مگر غلط بات کوئی بھی کرے، مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔" عامر نے لاپروائی سے کہا تھا۔

"عامر! تم کیوں خود کو اور اس یتیم بچی کو سب کی نظروں میں تماشا بنا رہے ہو۔ تمہیں سمیّہ کے مزاج کا بھی پتا ہے سو سو باتیں کرتی ہے تمہیں اور ثانیہ کو لے کر۔ آخر تم چاہتے کیا ہو؟"

فرحت بیگم نے تنگ آ کر پوچھا تھا۔

"امی! آپ اب بھی نہیں سمجھ سکیں کہ میں چاہتا کیا ہوں؟"

عامر نے سنجیدگی سے پوچھا تو فرحت بیگم چپ ہو گئیں۔ سمجھ تو وہ کافی پہلے ہی گئی تھیں مگر کبھی اس بارے میں سنجیدگی سے نہیں سوچا تھا، اب جب عامر نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا تو وہ سوچ میں پڑ گئی تھیں۔ عامر ماں کو سوچ میں ڈوبا ہوا دیکھ کر جا چکا تھا۔ رات جب اپنی پریشانی (الجھن) کا ذکر اپنے شریک حیات سے کیا تو وہ بولے۔

"ثانیہ بہت اچھی بچی ہے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے پلی بڑھی ہے۔ اگر عامر کی پسند ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ اچھا ہے میری بہن کی نشانی ہمیشہ کے لیے ہمارے گھر آ جائے گی۔"

آفتاب ماموں نے پر مسرت لہجے میں کہا تھا، مگر فرحت بیگم مسلسل کسی حساب کتاب میں الجھی ہوئی تھیں۔ آفتاب اپنی شریک حیات کی سوچ کو جان چکے تھے۔

"دیکھو، اگر تم پہلے کی طرح کسی امیر گھرانے سے بہو لانا چاہتی ہو تو اچھی طرح سوچ سمجھ لو۔ پہلی بات تو یہ عامر بہت ضدی ہے، مانے گا نہیں اور اگر مان بھی گیا تو اس کے دل میں ایک گرہ تمہاری طرف سے لگ جائے گی اور اگر دل میں گرہ لگ جائے تو فاصلے بہت جلدی اور آسانی سے بڑھنے لگتے ہیں۔

سمیّہ کی عادتوں اور مزاج کو اچھی طرح دیکھ اور سمجھ چکی ہو۔ بیٹا بھی بیوی کی زبان بولتا ہے۔ بچوں کو ہمارے پاس نہیں آنے دیتی ثاقب اکثر باتوں ہی باتوں میں الگ ہونے کی بات کرنے لگا ہے اور وہ وقت دور بھی نہیں۔

دیکھو! صاف اور سیدھی بات ہے ساس، ساس ہی ہوتی ہے نہ تم نے کبھی اسے اپنی بیٹی کی طرح سمجھا اور نہ سمیّہ تمہیں ماں کی جگہ سمجھتی ہے۔ ثانیہ تمہارے مزاج اور باتوں کی عادی ہے اور کچھ اس کی فطرت میں رشتے نبھانے کا وصف بھی ہے۔ آگے جو تمہاری مرضی، چاہے تو وقتی خوشی حاصل کر لو یا اس گھر کی مستقل خوشیاں اور سکون....."

آفتاب نے ایمان داری سے تجزیہ پیش کیا تھا۔ اب فیصلہ فرحت بیگم کے ہاتھ میں تھا اور انہوں نے وہی فیصلہ کیا جو ان کی اور ان کے گھر کی مستقل خوشیوں کا ضامن تھا۔

فرحین کی مہندی پہ، ثانیہ کی انگلی میں بھی عامر کے نام کی انگوٹھی پہنا دی گئی تھی۔ جہاں عامر اور ثانیہ بہت خوش تھے وہاں خاندان کے بہت سے افراد جل بھن کر بھی رہ گئے تھے، خاص کر عفت ممانی اور ماہین جن کی نظریں بھی کب سے عامر پہ لگی ہوئی تھیں۔ مگر قسمت کی مہر کسی اور کے لیے مقرر کی جا چکی تھی۔

منگنی کا یہ عرصہ دو سالوں پہ محیط رہا۔ اس دوران ماہین کی منگنی بھی بہت دھوم دھام سے کر دی گئی تھی اسے شادی کے بعد دیار غیر چلے جانا تھا۔ دن گزرتے دنوں میں نانی اماں شدید بیمار ہو کر بستر سے ہی لگ گئی تھیں۔ ثانیہ کی طرف سے دل مطمئن ہو چکا تھا۔ ثانیہ نے رخصت ہو کر اپنوں میں ہی جانا تھا۔ غیروں کے مزاج اور طریقوں کا کیا پتا چلتا ہے۔ اب کم از کم ثانیہ محفوظ ہاتھوں میں تو تھی۔ فرحت ممانی کے مزاج اور عادتوں سے واقف تھی۔ اسے وہاں نبھانے اور جگہ بنانے میں مشکل نہ ہوتی۔ نانی اماں ثانیہ کو پاس بٹھا کر زندگی سے سیکھے پڑھے سبق رٹانے لگتیں جو ثانیہ اکثر ہنسی میں اڑا دیتی تھی۔

ان دنوں ثانیہ پتنگ بنی محبت کے آسمان پہ توجہ اور وارفتگی کی تیز ہواؤں میں اڑتی پھر رہی تھی جب اڑان اتنی اونچی ہو اور پتنگ کی ڈور مضبوط ہاتھوں میں ہو تو پتنگ کو کیا ڈر کٹنے کا یو کاٹا ہونے کا۔

عامر ہر خاص موقع پہ اسے سرپرائز گفٹ دینا اور وش کرنا نہیں بھولتا تھا۔ عامر کو پتا تھا کہ ثانیہ کو بارش بہت پسند ہے وہ آفس میں ہوتا تو فوراً فون کر کے کہتا۔

"ثانی! آسمان سے برستا پانی بہت بے رنگ اور اداس لگ رہا ہے اس لیے کہ اس بارش میں تمہاری ہنسی کے، وجود کے رنگ شامل نہیں ہیں۔ باہر جاؤ پلیز بارش کو اداس مت رہنے دو۔"

اور ثانیہ ان لفظوں کے رنگ لیے بارش میں بھیگنے چلی جاتی اور بارش کے ہر قطرے میں ان لفظوں کے رنگ بھرنے لگتی۔

عفت ممانی اور ماہین اکثر سرد آہ بھر کے رہ جاتیں کہ ثانیہ کو اتنا اچھا اور محبت کرنے والا انسان ملا ہے ماہین کا منگیتر بھی اسے تحائف بھیجتا تھا بلکہ بہت مہنگے اور قیمتی، مگر جو مزا سرپرائز گفٹ دینے اور وش کرنے میں تھا وہ ان قیمتی تحائف میں نہیں تھا۔

نانی اماں کی حالت زیادہ خراب ہوئی تو انہوں نے ثانیہ کی شادی کا شور مچا دیا اور ان کے زور دینے پہ روایتی اور مناسب دھوم دھام سے ثانیہ کو رخصت کر دیا گیا اور اس کے کچھ عرصے کے بعد ماہین کی شادی انجام پانے پہ ہوئی۔ ماہین بہت شان سے رخصت ہوئی۔ ثانیہ ان دنوں عامر کی محبت میں اتنی گم اور مگن

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

تھی کہ اسے دنیا کا ہوش ہی نہیں رہا تھا۔ ہوش تب آیا جب ایک دن نانی اماں کے انتقال کی خبر ملی۔

ثانیہ نے اپنی زندگی کا سب سے قیمتی اور انمول رشتہ ہمیشہ کے لیے کھو دیا تھا مگر یہ ہی حکم الٰہی تھا۔

☼ ☼ ☼

وانیہ کے رونے پہ ثانیہ یک دم حال میں پلٹ آئی۔ اپنی آنکھوں میں پھیلی نمی کو اندر ہی اندر چھپاتی وہ وانیہ کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اس کی شادی کو تین سال ہو چکے تھے۔ ان دنوں رافعہ کے رشتے کی بات چل رہی تھی۔

ماہین کے بعد رانیہ کی بھی شادی ہو چکی تھی۔ ثانیہ، نانی اماں کے انتقال کے بعد بہت کم کم، طاہر ماموں کے گھر جاتی تھی مگر حیرت انگیز طور پر عفت ممانی اپنے مخصوص تیکھے لہجے میں اسے گھر بلایا کرتی تھیں۔ ماہین پردیس جا کر بہت بدل گئی تھی یا ثانیہ کو اب محسوس ہوتا تھا۔ تقریباً" روز دونوں کی انٹرنیٹ پہ بات ہوتی تھی ایسے جیسے بہت گہری سہیلیاں ہوں۔ رانیہ کا بھی ایسا ہی معاملہ تھا۔ دراصل وقت اور فاصلے بہت کچھ بدل کر رکھ دیتے ہیں اور عملی زندگی میں قدم رکھتے ہی بچکانہ پن، لاڈ، ناز نخرے، ماں باپ کی دہلیز پر ہی رہ جاتے ہیں اور جب عملی زندگی کے مسئلے مسائل سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے تو رشتوں کی قدر خود بخود ہونے لگتی ہے اور یہ ہی ماہین، رانیہ کے ساتھ بھی ہوا تھا۔

ایک بار پھر گھر میں بہت شور شرابا اور افراتفری کا عالم تھا۔ رافعہ کی شادی کی تاریخ رکھی جا چکی تھی۔ فرحین صبح ہی اپنے تینوں نٹ کھٹ بچوں کے ساتھ آ گئی تھی۔ ثانیہ کا ایک پاؤں کچن میں اور دوسرا کچن سے باہر تھا۔ ساتھ ساتھ وانیہ کو بھی دیکھنا پڑ رہا تھا جو دو روز سے مسلسل بخار رہنے کی وجہ سے چڑچڑی ہو رہی تھی۔ فرحین کام میں ہاتھ بٹانے کے بجائے باتیں زیادہ کر رہی تھی۔ فرحت ممانی حسب معمول گھبرا کر مختلف ہدایتیں جاری کر رہی تھیں۔ چھٹی کا دن تھا اس لیے عامر اور آفتاب ماموں بھی گھر پہ ہی تھے۔

عامر صبح سے ثانیہ کو بھاگ بھاگ کر کام کرتے دیکھ رہا تھا۔ فرحت ممانی کی مسلسل آوازوں اور وانیہ کے گلا پھاڑ کر رونے پہ ثانیہ جھنجلا کر رہ گئی۔ اور غصے میں بڑبڑاتی وانیہ کو اٹھا کر عامر کے پاس لے گئی جو اپنے کمرے میں آرام سے لیٹا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔

"پلیز عامر! کچھ دیر کے لیے وانیہ کو سنبھال لیں اور تو کسی کو خیال ہی نہیں ہے کہ روتی ہوئی بچی کو چپ ہی کروا دے بس سب اپنی اپنی باتوں میں مگن ہیں۔ امی (فرحت ممانی) بھی مجھے ہی ہدایتیں دیے جا رہی ہیں۔ فرحین آپی کو تو مزے سے پاس بٹھایا ہوا ہے۔"

ثانیہ جس نے کبھی کام کی زیادتی یا کسی کے رویے کا شکوہ نہیں کیا تھا آج بے اختیار پھٹ پڑی تھی مگر دوسرا لمحہ اس سے بھی زیادہ حیران کن تھا۔

"ایک دن تمہیں تھوڑا سا زیادہ کام کیا کرنا پڑ گیا ہے، تم میری ماں اور بہن کو باتیں سنانا شروع ہو گئی ہو ساری دنیا سے الگ اور انوکھا کام کر رہی ہو تم سسرال میں؟ کم از کم اتنا ہی خیال کر لو کہ میری ماں سے اس عمر میں کام نہیں ہوتا ہے اور فرحین کون سا روز روز آتی ہے، اگر تمہیں یہ سب اتنا ہی برا اور ناگوار گزر رہا ہے تو رہنے دو۔ میں سب کچھ بازار سے لے آؤں گا، مگر پلیز تم مظلومیت کا رونا مت روؤ۔"

عامر کو نجانے کس بات کا غصہ تھا جو اس طرح ثانیہ پہ نکالا تھا۔ ثانیہ حیرت سے پھٹی، آنکھوں میں آنسو لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں نے تو بس ویسے ہی۔۔۔"

ثانیہ نے کپکپاتے لبوں کے ساتھ کچھ کہنا چاہا مگر آنسوؤں نے بات پوری نہ ہونے دی اور وہ فوراً" کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر عامر کو اپنے لہجے کی تلخی کا احساس ہوا۔ وہ جانتا تھا کہ ثانیہ نے سب رشتوں کو پوری ایمان داری اور محبت کے ساتھ نبھایا ہے اور کبھی اسے یا گھر کے کسی فرد کو شکایت کا موقع نہیں دیا تھا اور آج اگر اس نے کسی وجہ یا اپنی تھکاوٹ سے چڑ کر کچھ کہہ ہی دیا تھا تو

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:-

- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسے تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا۔ اب صرف بیوی پہ ہی تو فرض نہیں ہے کہ شوہر اور اس کے گھر والوں کے ہر طرح کے تلخ و شیریں رویے دیکھے اور برداشت کرے۔ اگر کبھی شوہر بھی بیوی کی سن کر برداشت کر لے تو اس سے شوہر کے رتبے یا مقام میں کوئی فرق نہیں آجاتا ہے۔ ہاں ذہنی اور جسمانی طور پر تھکی ہاری عورت کو اپنا غبار نکالنے کا موقع ضرور مل جاتا ہے۔ جس کے بعد اندر اور باہر کا موسم خود بخود صاف اور پر سکون ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد ثانیہ نے روبوٹ بنے سارا کام سر انجام دیا۔ سب کچھ خوش اسلوبی سے ہو گیا۔ مگر عامر اور ثانیہ کے درمیان سرد مہری کی دیوار سی بن گئی جس کے پیچھے وہ دونوں ہی اپنی اپنی سوچوں میں گم رہنے لگے تھے۔ اسی طرح کچھ دن گزر گئے۔ گرمی کے طویل دن اور لو جھل اور ویران لگنے لگے تھے۔

☆ ☆ ☆

"ثمو! جلدی سے باہر آؤ میرے ساتھ۔"

وانیہ کو رافعہ اپنے کمرے میں لے گئی تھی۔ فراغت ملتے ہی ثانیہ پھر ماضی کے دروازے کھولنے لگی تھی جب تیزی سے عامر کمرے میں داخل ہوا اور ثانیہ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھانے لگا۔

"خیر تو ہے! ہوا کیا ہے؟ کچھ بتائیں تو سہی۔"

ثانیہ پوچھتی رہ گئی' مگر عامر اس کا ہاتھ پکڑ کر چھوٹے سے لان میں لے آیا۔ ثانیہ پریشانی سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"آپ بتاتے کیوں نہیں ہیں آخر ہوا کیا ہے؟"

ثانیہ نے یک دم جھنجلا کر پوچھا تھا۔ وہ عامر کے عجیب و غریب رویے کو بالکل سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"ہوا تو کچھ بھی نہیں مگر ہونے والی ہے۔" عامر نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تھا۔

"کیا ہونے والی ہے؟" ثانیہ نے الجھن بھرے انداز میں پوچھا تھا۔

"بارش۔۔۔! صبح مطلع بالکل صاف تھا مگر نجانے کہاں سے یک دم اتنے بادل آگئے اور سارے آسمان کو ڈھانپ لیا۔ میں آفس سے بھاگا بھاگا گھر آیا ہوں تاکہ تمہارے ساتھ بارش دیکھ سکوں۔"

عامر نے اتنے اطمینان سے کہا کہ ثانیہ کچھ لمحے نا سمجھی سے اسے دیکھتی رہی۔ پھر بات اس کی سمجھ میں آئی تو اس نے بھی غور کیا موسم سچ میں بہت خوب صورت ہو رہا تھا۔ کبھی ایسے موسم کی ثانیہ دیوانی تھی مگر شادی کے بعد سب خواب ہو کر رہ گیا تھا۔ ثانیہ نے گہری سانس لی اور بولی۔

"یہ اس دن کے رویے کی تلافی ہے؟"

"ہاں! ایسا ہی سمجھ لو۔ مجھے احساس ہے کہ میں کچھ زیادہ ہی بول گیا تھا مگر تم ٹھنڈے دماغ سے غور کرو تو میری باتیں غلط نہیں تھیں۔"

عامر نے اعتراف کرتے ہوئے بھی اسے ہی سمجھایا تھا۔

"ٹھیک ہے! آپ کی ہر بات کو مان لیتی ہوں مگر صرف ایک بات کا جواب دیں شادی سے پہلے آپ کو ہی ان سب باتوں پہ اعتراض اور مجھ سے ہمدردی ہوتی تھی کام کے دوران چھوٹی چھوٹی باتیں کر کے میرا حوصلہ بڑھاتے تھے۔ کبھی مجھے کھانے' کبھی چائے پینے کا کہتے تھے' پھر شادی کے بعد ایسا کیوں کہ سب کچھ نارمل لگنے لگا ہے۔ میں مانتی ہوں کہ یہ سب میری ذمہ داری ہی ہے' مگر کیا میں اپنے شوہر سے ہمدردی' احساس' فکر کی امید بھی نہیں رکھ سکتی؟"

ثانیہ نے سنجیدہ لہجے میں سوال کیا تو عامر چپ کا چپ رہ گیا۔ واقعی پہلے کی طرح وہ اب چھوٹی چھوٹی باتوں میں ثانیہ کا خیال نہیں رکھتا تھا۔

"شاید تم ٹھیک کہتی ہو! میری ہی غلطی ہے مگر میں بھی کیا کروں' روز بروز بڑھتے ہوئے مسائل اور کام کا لوڈ مجھے کچھ اور سوچنے ہی نہیں دیتا ہے۔"

عامر نے اعتراف کیا تو ثانیہ دھیرے سے مسکرا دی۔

"نہیں! ایسا نہیں ہے۔ آپ کو پتا ہے نانی اماں اکثر ایک بات کہتی تھیں۔"

ثانیہ کے مزاج پہ بھی ٹھنڈی ہوا نے اچھا اثر ڈالا تھا اور وہ عامر کے ساتھ لان میں چکر لگاتے ہوئے بولی تھی۔

"وہ کہتی تھیں کہ تیز دھوپ' رنگوں کو پھیکا کر دیتی ہے۔ پہلے مجھے یہ بات سمجھ ہی نہیں آتی تھی مگر اب اس بات سے سچی کوئی اور بات نہیں لگتی ہے۔" ثانیہ نے آہستگی سے کہا تھا۔

"اچھا وہ کیسے؟" عامر نے جامن کے درخت کے نیچے کھڑے ہو کر پوچھا تھا۔ درخت پہ جامن لگے ہوئے تھے۔ بارش اور تیز ہوا کی وجہ سے بہت سے نیچے بھی گرے ہوئے تھے۔

"نانی اماں کہتی تھیں کہ وقت اور حالات کی تیز اور گرم دھوپ میں بے فکری' ناز نخرے اور محبت کے رنگ پھیکے پڑنے لگتے ہیں۔ عملی زندگی میں خوابوں اور خیالوں کے سب رنگ ہوا میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ رہ جاتے ہیں تو روز مرہ کے مسئلے' مسائل' ذمہ داریاں اور حقوق و فرائض کی ایک لمبی لسٹ۔

شادی سے پہلے آپ کو جن چھوٹی چھوٹی باتوں پہ میری فکر اور خیال ہوتا تھا اب وہ کہیں گم ہو کر رہ گئی ہیں۔ پہلے آپ سب کے غلط رویوں پہ' انداز پہ' مجھے پروٹیکٹ کرتے تھے مگر اب نہیں۔"

ثانیہ نے اپنی مٹھی میں جامن بھرے تھے۔ بارش کی پھوار میں وہ دونوں کافی حد تک بھیگ چکے تھے۔ ثانیہ کے چہرے پہ خوشی تھی' اطمینان تھا اور شاید محبت بھی۔ دونوں واپس مڑے تو عامر نے پوچھا۔

"سارا قصور میرا ہی ہے کیا؟"

"نہیں! میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا۔ یہ سب کچھ تو وقت اور حالات کے تقاضے ہیں ان سے فرار ممکن نہیں۔۔۔ ہاں مگر۔۔۔"

ثانیہ نے مزے سے جامن کھاتے ہوئے کہا۔

"مگر کیا؟" عامر نے دلچسپی سے اس کا بھیگا ہوا روپ دیکھا تھا۔

"رویوں' وقت اور حالات کی تیز دھوپ جب جسم و جاں کو جلانے لگے' زندگی کے سب رنگ' رشتے اور جذبے پھیکے پڑنے لگیں تو' ایک سایہ مہربان' ابر رحمت' محبت اور احساس کا بادل کچھ دیر کے لیے ہی سہی مگر اپنے کرم کی بارش تو کر ہی سکتا ہے نا۔۔۔! اور اس سے زیادہ کی تمنا اور خواہش کسے ہے۔"

ثانیہ نے مسکراتے ہوئے بات مکمل کی تھی۔

"اور تمہارے لیے احساس اور محبت کا بادل میں ہوں نا؟"

عامر نے پورچ میں رک کر دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے ہوئے شرارت سے پوچھا تھا۔ اس سے آگے چلتی ثانیہ لاؤنج کے دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھ چکی تھی۔ وہ رکی اور کچھ سوچ کر پیچھے پلٹ کر دیکھا اور مسکراتے ہوئے بھرپور یقین کے ساتھ بولی تھی۔

"آپ نہیں' بلکہ آپ کی محبت میرے لیے ابر رحمت ہے۔ تیز دھوپ میں سایہ ہے۔ میرے ہر احساس اور خوابوں کا رکھوالا اور پر سکون سلسلہ ہے یہ۔"

ثانیہ دروازہ کھول کر اندر جا چکی تھی۔ عامر نے سر اٹھا کر آسمان سے برستی بارش کو دیکھا تھا اور اطمینان سے مسکراتا گنگناتا اندر کی طرف چل پڑا تھا۔ وہ ایک بات بہت اچھی طرح جان چکا تھا کہ۔۔۔

محبت میں ملنا بڑی بات نہیں ہوتی بلکہ محبت کو باقی رکھنا' کچھ اس طرح کہ محبت روز اول کی طرح تازہ رہے' یہ بڑی بات ہوتی ہے۔ محبت کا ملنا خوش نصیبی ضرور ہے مگر محبت کا قائم رہنا اس رب کی رحمت ہے اور ان دونوں کو اسی رحمت کے سائے تلے ہنسی خوشی آباد رہنا تھا کیونکہ محبت کرم کی بارش ہے۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY